© rasailojaraid.com

۱۔ غریب اور نادار طلبہ کے لیے تعلیمی وظائف۔
۲۔ علوم اسلامیہ کی تحقیق و تصنیف کے لیے وظائف،
۳۔ دینی علوم کی نشر و اشاعت کے لیے سرمایہ کی فراہمی۔
۴۔ داعیان اسلام کی تیاری کے لیے امداد،
۵۔ اسلامی اداروں کے کارکنوں کی امداد جن کا کوئی دوسرا ذریعہ معاش نہ ہو،
۶۔ علمی و دعوتی مرکزوں کا قیام اور مسلم نوجوانوں کی تربیت،
۷۔ دینی و اخلاقی تعلیم کو عام کرنے کے لیے خصوصی مدرسوں کا قیام،
۸۔ اسلامی افکار و نظریات اور اسلامی لٹریچر کی ترویج و اشاعت جن کے ذریعہ گمراہ کن تحریکوں کا سد باب کرنے اور اسلامی نظام کو عملاً برپا کرنے میں مدد مل سکے۔ اسی کا نام "اعلائے کلمۃ اللہ" ہے اور یہ موجودہ دور کا سب سے بڑا جہاد ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی شکلیں ہو سکتی ہیں، جن میں زکاۃ کی رقم خرچ کی جا سکتی ہے۔ اسلام میں زکاۃ کی حیثیت ایک انقلابی عنصر کی سی ہے۔ مگر ہماری کوتاہی نے اس کو ایک مردہ اور بے جان سی چیز بنا کر رکھ دیا ہے۔ اگر زکاۃ کا نظام صحیح معنی میں جاری ہو جائے تو اس سے ملت کے تن مردہ میں نئی جان پڑ سکتی ہے۔ کیونکہ اس میں وہ قوت پنہاں ہے جو مردوں کی مسیحا ثابت ہو سکتی ہے اور اسی مسیحائی کا راز اجتماعیت میں پوشیدہ ہے۔ لہٰذا ارباب ملت سے گزارش ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ وہ ان اہم ملی مسائل پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرکے مشکلات کا حل نکالیں، تاکہ صحیح اور بہتر نتائج برآمد ہوسکیں۔

شہاب ندوی
۷/شعبان/۱۴۰۷ھ

ہندوستانی مسلمانوں کی سیاسی کردوٹوں کی تنقیدی اور تنقیحی دستاویز

افکار و عزائم

مصنف جمیل مہدی

قومی اور بین الاقوامی اور ملی مسائل کا ایک آئینہ
ماضی کے پس منظر میں مستقبل کی جانب پیش رفت
قیمت ۱۰۰ روپئے
آج ہی اپنا آرڈر اس پتہ پر بھیجیں:
پتہ: ندوۃ المصنفین اردو بازار، جامع مسجد دہلی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قصص اور قاصّ

از: قاضی اطہر مبارکپوری

مسلمانوں کو دینی باتیں سیکھنے سکھانے کے لئے تعلیم و تعلم کو ضروری قرار دینے کے ساتھ وعظ و تذکیر کی بھی تاکید کی گئی ہے اور اس خدمت کے انجام دینے والوں کو واعظ مذکر اور قاص کہتے ہیں، یہ الفاظ تقریباً ہم معنی ہیں۔ یعنی وعظ و نصیحت بیان کرنے والے، سمعانی نے مذکر کے بارے میں لکھا ہے۔

هذه اللفظة لمن يذكر ويعظ[1] یہ لفظ ایسے شخص کے لئے بولا جاتا ہے جو تذکیر اور وعظ بیان کرے۔

اور قاص کے متعلق زمخشری نے لکھا ہے۔

القصّاص يقصّون على الناس ما يرق قلوبهم[2] قصّاص لوگوں کے سامنے دل کو نرم کرنے والی باتیں بیان کرتے ہیں۔

---

[1] کتاب الانساب ورق ۱۸۸ طبع قدیم

[2] اساس البلاغہ ج ۲ ص ۱۷۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قص اور قصص[1] کے معنی بیان کرنا، نقل کرنا اور حکایت کرنا ہیں، جو بات نقل کی جائے وہ قصہ ہے، ایک عربی شاعر ہدبہ بن خشرم کا قول ہے۔

فقصوا علینا ذنبنا و تجاوز　　ذنوبهم عند القصیمة والانز

انھوں نے ہمارے سامنے گناہ بیان کیے　　اور حکایت رنقصا، کے وقت اپنے گناہ سے صرف نظر کر گئے

قرآن حکیم میں گذشتہ قوموں اور انبیا و رسل کے واقعات بیان کرنے میں عام طور سے قصہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، قاص کے لغوی معنی داستان گو کے ہیں اور اصطلاح میں قاص، واعظ اور مذکر کے معنی میں ہے، البتہ وعظ و تذکیر اور قصص میں معمولی سا یہ فرق ہے کہ قاص ایسے واعظ کو کہتے ہیں جو زہد و رقائق، ترغیب و ترہیب و ارشاد و تخویف، ملاحم و فتن اور عبرت انگیز واقعات بیان کرے۔ یہ بھی واعظ اور مذکر ہی سے، بعد میں کچھ واعظین و مذکرین اور قصاص نے گرمی محفل کے لئے رطب و یابس میں امتیاز نہیں کیا اور ترغیب و ترہیب میں غیر ذمہ دارانہ طور پر احادیث اور واقعات بیان کرنے شروع کیے اس لئے محدثین نے ان روایتوں کو جب تک معتبر رواۃ کے ذریعہ نہ ہوں، ناقابل قبول قرار دیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں محتاط رویہ اختیار کرنے کی تاکید فرمائی ہے اور ہر کس و ناکس کو اس ذمہ دارانہ کام سے روکا ہے حضرت عوف بن مالک رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

لا یقص الا امیر او مامور او مختال[2]

امیر وعظ کہتا ہے یا مامور یا پھر مغرور

اس کام کی اہمیت اور اس میں احتیاط کے پیش نظر خلافت کی طرف سے باقاعدہ واعظ و قاص مقرر کیے جاتے تھے اور معتبر و مستند اہل علم کو اس منصب پر رکھ

---

[1] قصص بفتح قاف مصدر ہے اور قصص بکسر قاف قصہ کی جمع ہے۔ [2] تاریخ کبیر ج ۴ ق ۲ ص ۳۲۹۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جاتا تھا۔ کئی مقامات پر یہاں کے قاضی قاص بھی ہوتے تھے اور منصب قضاء کے ساتھ منصب وعظ گوئی کو بھی سنبھالتے تھے، بہت سی مسجدوں کے امام قاص بنائے جاتے تھے اور امامت کے ساتھ وعظ بھی بیان کرتے تھے۔ خلفاء، امراء، قبائل اور جماعتوں کے بھی قاص اور واعظ ہوتے تھے، اسی طرح اسلامی لشکر میں ان کو مقرر کیا جاتا تھا۔ وعظ و قصص میں خاص خیال رکھا جاتا تھا کہ سننے والوں پر کسی قسم کا جبر نہ ہو ورنہ اس سے فائدہ کے بجائے نقصان ہوگا،

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ اہل مدینہ کے قاص ابن ابی سائب (ابوالعباس ولید بن سلیمان بن ابی سائب قرشی) سے کہا کہ تم میری تین باتوں کو مانو ورنہ میں تم سے جھگڑا کروں گی۔ ابن ابی سائب نے کہا ام المومنین! وہ تین باتیں کیا ہیں، میں ان پر ضرور عمل کروں گا۔ حضرت عائشہؓ نے بتایا کہ:

اجتنب السجع فی الدعاء، فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ کانوا لا یفعلون ذالک، وقص علی الناس فی کل جمعۃ مرۃ، فان ابیت فثنتین، فان ابیت فثلاثا، ولا الفینک تاتی القوم وھم فی حدیث من حدیثھم فتقطع حدیثھم ولکن اترکھم فاذا اجروک وامروک فحدثھم [1]	دعا میں قافیہ بندی سے بچو، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ ایسا نہیں کرتے تھے، اور لوگوں کو وعظ ہفتہ میں ایک مرتبہ، ورنہ دو مرتبہ، یا پھر تین مرتبہ اس سے زائد نہ سناؤ، اور یہ بات میں نہ سنوں کہ تم لوگوں کے پاس جاؤ اور وہ اپنی بات کر رہے ہوں اور تم ان کی بات کاٹ کر وعظ سناؤ بلکہ ان کو چھوڑ دو۔ جب وہ فارغ ہو جائیں اور تم سے کہیں تو وعظ سناؤ۔

---

[1] مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۹۱ بحوالہ حیات الصحابہ ج ۳ ص ۲۰۵ ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وعظ میں سامعین کا خاص خیال فرماتے تھے، اور ان کی اکتاہٹ اور گھبراہٹ کے خیال سے ناغہ کر دیا کرتے تھے تاکہ ان کے ذوق و شوق میں کمی نہ آئے، حضرت عبداللہ بن مسعود اہل کوفہ کو ہر پنجشنبہ کو وعظ سناتے تھے سامعین نے بہ رضا و رغبت کہا کہ آپ اس سے زیادہ وعظ بیان کریں، انھوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو وعظ سنایا کرتے تھے اور ہماری اکتاہٹ کے خیال سے کبھی کبھی ناغہ فرمایا کرتے تھے۔[۱]

طبقۂ صحابہ میں متعدد حضرات وعظ و قصص میں ممتاز مقام رکھتے تھے، ہیثم بن ابو سنان کے حال میں لکھا ہے کہ سمع ابا ھریرۃ وھو یقص، وھو یقول فی قصصہ حضرت ابو ہریرہؓ کو انھوں نے وعظ کہتے ہوئے سنا، وہ اپنے وعظ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر رہے تھے، اسی سلسلے میں کہا کہ تمہارے بھائی نے یہ غلط نہیں کہا ہے، پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ کے یہ اشعار سنائے۔

وفینا رسول اللہ یتلو کتابہ	اذا انشق معروف من الفجر ساطع
ارانا الھدیٰ بعد العمیٰ فقلوبنا	بہ موقنات ان ما قال واقع
یبیت یجافی جنبہ عن فراشہ	اذا استثقلت بالکافرین المضاجع[۲]

تبیع بن عامر حمیریؒ، کعب احبارؓ کی بیوی کے لڑکے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعوت اسلام دی مگر اس وقت قبول نہیں کیا اور عہد صدیقی میں مسلمان ہوئے، ملک شام کے مشہور عالم تھے، حضرت کعب، اور حضرت ابو الدرداء سے روایت کی ہے، ۱۰۱ھ میں اسکندریہ میں فوت ہوئے، وہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مجلس میں گئے تو انھوں نے اہل مجلس کو مخاطب کر کے کہا اتاکم

---

[۱] بخاری [۲] تاریخ کبیر ج ۴ قسم ۲ ص ۲۱۳،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اعرف من علیہا روئے زمین کے سب سے بڑے عالم تمہارے پاس آئے ہیں، تبیع حضرات صحابہ کی مجلس میں وعظ و قصص بیان کیا کرتے تھے،

کان یقص عند اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [1]   وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے سامنے وعظ بیان کرتے تھے،

ابو مسلم الاغر نے حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے۔

کان الاغر قاصاً من اہل المدینۃ رضاً [2]   اغر مدینہ کے اہل علم میں مقبول قاص تھے،

بلال بن سعد بن تمیم اشعری دمشقی متوفی حدود ۱۲۰ھ ہشام بن عبدالملک کے دور خلافت کے مشہور عالم تھے، بڑے عابد و زاہد بزرگ تھے۔ روزانہ ہزار رکعات نفل پڑھتے تھے۔ شام میں ان کی وہی حیثیت تھی جو عراق میں حسن بصری کی تھی،

وکان قاصاً حسن القصص [3]   اور بہترین قاص تھے

ابو سلمہ عبدالرحمن بن سالم جیشانی متوفی ۱۳۳ھ کے والد نے صحابہ کرام کا زمانہ پایا ہے، انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے اور ان سے لیث بن سعد اور ابن لہیعہ نے روایت کی ہے، مصر میں قضا کے ساتھ قصص کے منصب پر بھی فائز تھے،

وولی القضاء والقصص بمصر [4]   مصر میں قضا اور قصص کے منصب پر مامور کیے گئے،

ابو نعیم خیر بن نعیم حضرمی متوفی ۱۳۷ھ نے عبداللہ بن ہبیرہ سبائی، اور ابو الزبیر سے روایت کی ہے اور ان سے یزید بن ابو حبیب، بکر بن عمرو، حیوہ بن شریح

---

[1] تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۵۰۸   [2] تاریخ کبیر ج ۱ قسم ۲ ص ۱۰۷

[3] تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۵۰۳   [4] الاکمال، ابن ماکولا ج ۲ ص ۱۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عمرو بن حارث، سعید بن ایوب وغیرہ نے روایت کی ہے، وہ بھی مصر کے قاضی اور قاص تھے،

ولی قضاء مصر والقصص فی آخر خلافۃ بنی امیۃ، واول خلافۃ بنی العباس [1]

بنو امیہ کے آخری اور بنو عباس کے ابتدائی دور میں مصر کے قضا اور قصص کے عہدے پر رہے،

ابو ادریس (عائذ اللہ بن عبداللہ) خولانی متوفی ۸۰ھ دمشق کے قاضی، واعظ اور قاص تھے،

کان واعظ اھل دمشق وقاصھم وقاضیھم

وہ اہل دمشق کے واعظ، قاص اور قاضی تھے۔

عبدالملک بن مروان نے ان کو قصص سے معزول کر کے عہدۂ قضاء پر رکھا تو انھوں نے کہا کہ:

عزلونی عن رغبتی وترکونی فی رھبتی [2]

مجھے میری مرغوب حیثیت سے ہٹا کر نامرغوب حیثیت میں چھوڑ دیا،

ابو مجن توبہ بن نمر حمدانی متوفی ۱۲۰ھ بڑے صاحب علم وفضل اور باکمال عالم وبزرگ تھے، مرو کے قاضی وقاص تھے،

جمع لہ القضاء والقصص بمرو [3]

ان کے لئے مرو میں قضا وقصص کے دونوں عہدے جمع کئے گئے،

ابو مغیرہ نضر بن اسمٰعیل بجلی متوفی قبل ۱۸۲ھ کوفہ میں مسجد کے امام اور قاص تھے [4]

---

[1] الاکمال ج ۲ ص ۱۵۱
[2] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۵۳
[3] الاکمال ج ۱ ص ۵۰۹
[4] تاریخ کبیر ج ۴ قسم ۲ ص ۹۰

© rasailojaraid.com